

اللہ تعالیٰ سر بیع الحساب ہے۔ جہاں وہ بے حساب دیتا ہے وہاں بعض دفعہ حساب لیتا بھی ہے اور آخرت میں جو حساب لینا ہے اس کے علاوہ اس دنیا میں ہی حساب لے لیتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض عبرت انگیز، سبق آموز واقعات کا بیان

جو تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اس کے لئے خدا تعالیٰ کافی ہونے اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے خود سامان کرنے کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 26 مارچ 2010ء بمطابق 26/1/1389 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ - إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے اور اس پر توکل کرے، اس کے لئے وہ کافی ہے۔ اور اس کے لئے ایسے سامان پیدا فرماتا ہے جن کا گمان بھی انسان کی سوچ میں نہیں ہوتا۔ اس وہم و گمان سے بالا مدد کے نظارے جو اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے بندوں کو اور ایمان والوں کو دکھاتا رہتا ہے اس کے چند واقعات میں آج پیش کروں گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ غیرت دکھاتے ہوئے جس طرح حساب لیتا ہے اس کے بھی بعض واقعات میں نے آج چنے ہیں۔

جماعت کی تاریخ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سارے واقعات ہیں۔ کیونکہ

آپ کی سیرت بڑی تفصیل سے لکھی گئی ہے۔ چوہدری غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حکیم خادم علی صاحب کے ایک رشتہ دار سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے بارہ میں سنا کہ:

ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب کشمیر سے راولپنڈی کے راستے سے واپس آ رہے تھے کہ دورانِ سفر روپیہ ختم ہو گیا۔ (کہتے ہیں) میں نے اس بارہ میں عرض کیا (تو) آپ گھوڑی پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گھوڑی چار پانچ صد روپے میں بیچ دیں گے (اور) فوراً ایک جائے گی اور خرچ کے لئے کافی روپیہ ہو جائے گا۔ آپ نے وہ گھوڑی سات سو روپیہ میں خریدی تھی۔ (وہ کہتے ہیں) تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ گھوڑی کو درقونج ہوا (پیٹ میں بڑی درد ہوئی، قونج اُسے کہتے ہیں) بہر حال راولپنڈی پہنچ کر وہ گھوڑی مر گئی۔ (کہتے ہیں) ٹانگے والوں کو کرایہ دینا تھا۔ آپ ٹھل رہے تھے (پیسوں کی ضرورت تھی)۔ میں نے عرض کی کہ ٹانگہ والے کرایہ طلب کرتے ہیں۔ آپ نے نہایت رنج کے لہجے میں فرمایا کہ نور الدین کا خدا تو وہ مرا پڑا ہے۔ اب اپنے اصل خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ وہی کار ساز ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک سکھ اپنے بوڑھے بیمار باپ کو لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھا (اور بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ) اُس نے ہمیں اتنی رقم دے دی کہ جڑوں تک کے اخراجات کے لئے کافی ہو گئی۔

(حیات نور صفحہ 169-168. جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

تو یہ تقویٰ ہے کہ اگر غلطی سے کسی دنیاوی ذریعہ پر انحصار کیا بھی تو اس کے ضائع ہو جانے پر رونا پیٹنا شروع نہیں کر دیا۔ بلکہ کامل توکل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوئی، دعا کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فوراً پھر خلاف توقع انتظام بھی فرمادیا۔

جیسا کہ میں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی تو ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اور ان کو پڑھا جائے تو ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مرزا سلام اللہ صاحب مستری، قطب الدین صاحب دہلوی کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید الاضحیہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے گھر سے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی کپڑے دھلے ہوئے ہیں؟ معلوم ہوا کہ صرف ایک پاجامہ ہے اور وہ بھی پھٹا ہوا۔ آپ نے اس میں آہستہ آہستہ ازار بند ڈالنا شروع کر دیا۔ قادیان کا واقعہ ہے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب ان دنوں صدر انجمن کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ حضور نماز عید میں دیر ہو رہی ہے۔ لوگوں نے قربانیاں بھی دینی ہیں۔ اس لئے جلد تشریف

لائیں۔ فرمایا۔ تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا۔ حضور نے اسے پھر پہلے کا سا جواب دیا۔ اتنے میں ایک آدمی نے آ کر دروازہ پر دستک دی۔ آپ نے ملازم کو فرمایا دیکھو باہر کون ہے؟ آنے والے نے کہا۔ میں وزیر آباد سے آیا ہوں۔ حضرت صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے اسے اندر بلا لیا۔ عرض کی کہ حضور میں وزیر آباد کا باشندہ ہوں۔ حضور کے، اماں جی کے اور بچوں کے لئے کپڑے لایا ہوں۔ چونکہ رات کو یکہ نہیں مل سکا تھا، اس لئے بٹالہ ٹھہرا رہا۔ اب بھی پیدل (چل کر) آیا ہوں۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فوراً وہاں انتظام فرمایا)۔ (حیات نور صفحہ 641۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

صوفی عطا محمد صاحب بھی اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت خلیفہ اولؓ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کی صبح حضرت مولوی صاحب نے غرباء میں کپڑے تقسیم کئے تھے کہ اپنے استعمال کے کپڑے بھی دے دیئے۔ گھر والوں نے عرض کی کہ آپ عید کیسے پڑھیں گے۔ فرمایا خدا تعالیٰ خود میرا انتظام کر دے گا۔ یہاں تک کہ عید کے لئے روانہ ہونے میں صرف پانچ سات منٹ رہ گئے۔ عین اس وقت ایک شخص حضرت کے حضور کپڑوں کی گٹھری لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے وہ کپڑے لے کر فرمایا۔ دیکھو ہمارے خدا نے عین وقت پر ہمیں کپڑے بھیج دیئے۔ (حیات نور صفحہ 641-642۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں کس طرح خدا تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کا خود متکفل ہو جاتا تھا اور وقت پر آپ کی تمام حاجات پوری فرماتا تھا۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرا بڑا لڑکا عزیز میاں اقبال احمد سلمہ ابھی بچہ ہی تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میری اہلیہ اور عزیز موصوف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں مقیم ہیں اور اس وقت مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ میری اہلیہ حضرت اقدس ﷺ کی لڑکی ہے اور عزیز موصوف حضور کا نواسہ ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں اور میرا لڑکا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبا رہے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں (پنجابی میں فرمایا کہ) ”جانتیوں کوئی لوڑ نہ رئے“۔ یہ پنجابی زبان کا ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ تیری سب حاجتیں (خواہشیں) پوری کرے۔ (تجھے کسی قسم کی حاجت نہ رہے)۔ اس خواب کے بعد (مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ) واقعی آج تک خدا تعالیٰ میری ہر ایک ضرورت کو مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پورا فرما رہا ہے۔ جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا وہاں وہاں سے میری ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں اور میرے گھر والے اور میرے

پاس رہنے والے اکثر لوگ اس روحانی بشارت کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

(ماخوذ از حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 138 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اس طرح مولوی صاحب کے بھی اور بے شمار واقعات ہیں۔ آپ کی کتاب بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 273 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہو جاؤ۔ انبیاء اس کی صفات میں ہو بہو رنگین ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ آپ کسی طرح خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین تھے۔ اس بارے میں بعض احادیث ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی ہوتا تو یہ بات میرے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہوتی کہ تین دن اور تین راتیں گزرنے پر اس میں سے میرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہتا سوائے اس حصہ کے جسے میں قرض کی ادائیگی کے لئے بچا کے رکھ لیتا۔ (صحیح بخاری کتاب الاستقراض و اداء الديون باب اداء الديون حدیث نمبر 2389) یعنی اتنی زیادہ دولت بھی ہوتی تو مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس رہے۔ بے حساب تقسیم کرتا چلا جاتا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت موسیٰ بن انس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے نام پر جب بھی کچھ مانگا گیا تو آپ نے فوراً عطا فرما دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا۔ وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا تو کہنے لگا۔ اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنا عطا کرتے ہیں کہ جس کی موجودگی میں فاقہ کا کوئی خوف باقی نہیں رہتا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سنن رسول اللہ شینا قط فقان لا حدیث نمبر 5914)

ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد اپنے

ساتھ موجود مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور حنین کی جنگ لڑی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کے دین اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو سواونٹ عطا فرمائے۔ پھر سواونٹ دیئے، پھر سواونٹ دیئے۔ (یعنی تین سواونٹ عطا فرمائے۔) یہ مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سنن رسول اللہ شینا قط فقلان لا حدیث نمبر 6022)

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ سعید ابن المسیب نے مجھے بتایا کہ صفوان خود کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جب یہ عظیم الشان انعام عطا فرمایا تو اس سے پہلے آپ میری نظر میں سب دنیا سے زیادہ قابلِ نفرت و جود تھے۔ لیکن جوں جوں آپ مجھے عطا فرماتے چلے گئے آپ مجھے محبوب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ مجھے سب دنیا سے زیادہ پیارے ہو گئے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سنن رسول اللہ شینا قط فقلان لا حدیث نمبر 6022)

بعض دفعہ دنیا کی دولت بھی دین کی طرف لے آتی ہے اور سچائی کا رستہ دکھا دیتی ہے۔ جب آپ صفوان کے پیارے ہو گئے تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑی دولت ان کے نزدیک پھر آپ کی محبت تھی۔ ایک روایت میں ان کے بارہ میں اس طرح بھی آتا ہے کہ ایک وادی سے گزرے۔ صفوان ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گزرے تو وادی میں ریوڑ چڑ رہا تھا۔ صفوان نے اس ریوڑ کو بڑی حسرت کی نظر سے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بہت اچھا لگ رہا ہے؟ اس نے کہا: جی۔ تو آپ نے فرمایا جاؤ یہ تم لے لو۔ صفوان اتنی بڑی عطا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اتنی بڑی عطا خدا کا نبی ہی کر سکتا ہے۔

صفوان ایک ایسا شخص تھا جو بدترین دشمن تھا اور فتح مکہ کے وقت بھی مکہ سے بھاگ گیا تھا اس لئے کہ اس کو علم تھا کہ میں نے جو زیادتیاں مسلمانوں پر کی ہوئی ہیں اس کی وجہ سے کوئی امکان ہی نہیں کہ میں بخشا جاؤں، سزا سے بچ جاؤں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی نہ صرف یہ کہ معاف فرما دیا بلکہ بے انتہا عطا بھی فرمایا۔

(السیرة الحلبیة جلد 3 صفحہ 135 باب ذکر مغازیہ - دار الکتب العلمیة بیروت - طبع اول 2002ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اور اپنی اُمت کو دین کے معاملے میں خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی اور اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اس میں بھی کمی

نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ (یعنی کنجوسی سے خرچ نہ کرو) اور اپنی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ (یعنی اگر روپیہ نکلے گا نہیں، پیسہ خرچ نہیں کرو گے، تو پھر آئے گا بھی نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ) جتنی طاقت ہے دل کھول

کر خرچ کیا کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریض علی الصدقة - حدیث نمبر 1433)

ہر ایک کی طاقت اس کی استعدادوں کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کے مال کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کے فرائض کے مطابق ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے دین کے اوپر خرچ کرنا چاہئے۔ یہ تقویٰ اور توکل جو آپ اپنے صحابہ میں پیدا فرمانا چاہتے تھے اور صحابہ کی تاریخ گواہ ہے کہ یہ توکل ان کے اندر پیدا ہوا۔ اور وہ لوگ جو ان پڑھ اور جاہل کہلاتے تھے وہ با خدا انسان کی عظیم مثالیں بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے ہر وقت یہ فکر تھی، دولت کی فکر نہیں تھی۔ یہ فکر تھی کہ میری امت با خدا بنی رہے اور اس کے لئے صحابہ کو نصح فرماتے تھے۔ اور یہ نصح اس لئے تھیں کہ آگے بھی پہنچتی رہیں۔

ایسے ہی ایک موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کا روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت عمرو بن عوف انصاری سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو جزیہ لانے کے لئے بحرین بھیجا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا تھا اور ان پر حضرت علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابو عبیدہ بحرین سے مال لے کر لوٹے اور انصار کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ کافی تعداد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ جب نماز فجر پڑھا کر لوٹنے لگے تو یہ انصار حضور کے سامنے آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ شاید تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لے کر لوٹے ہیں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ!۔ آپ نے فرمایا: تو پھر خوشخبری ہو اور بے شک خوشکن امیدیں رکھو۔ کیونکہ اللہ کی قسم! میں تمہارے بارہ میں فقر و غربت سے نہیں ڈرتا بلکہ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا داری کی بساط اس طرح کھول دی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کھول دی گئی تھی۔ اور پھر تم ان کی طرح اس میں مقابلہ کرنے لگ جاؤ۔ اور پھر یہ دنیا داری ان کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دے۔

(صحیح مسلم کتاب الزهد و الرقائق باب الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر حدیث نمبر 7425)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر تھی۔ لیکن افسوس! آپ کے اس شدت کے اظہار کے باوجود، اس تنبیہ کے باوجود اُمت کی اکثریت اسی دوڑ میں مبتلا ہے۔ لیکن ایک احمدی کو اپنا عہد بیعت نبھاتے ہوئے اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ، آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح اپنے ساتھیوں سے، صحابہ سے اظہار فرمایا کرتے تھے۔
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنی کتاب ”مجدد اعظم“ میں لکھتے ہیں کہ:

”سید غلام حسین صاحب نے اپنا ایک واقعہ الحکم 28 مئی و 7 جون 1939ء میں شائع کیا۔ میں اس کا خلاصہ یہاں اپنے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ غالباً 1898ء کا ذکر ہے کہ سید غلام حسین صاحب قادیان میں تھے اور دل سے متمنی تھے کہ حضرت اقدس کوئی خدمت ان کے سپرد کریں تو وہ خوشی سے بجا لائیں۔ آخر ایسا ہوا کہ ڈاک دیکھتے دیکھتے حضرت اقدس نے سید صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ”یہ ایک بلٹی ہے آپ بٹالہ سے جا کر لے آئیں“۔ ساتھ ہی بلٹی ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ ”ابھی ٹھہریے“۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور پانچ روپے لاکر سید صاحب کو دیئے کہ یہ رستہ اور بلٹی کے اخراجات کے لئے ہیں۔ اُن دنوں قادیان میں یکے ایک دوہی ہوا کرتے تھے اور وہ اس وقت موجود نہ تھے۔ سید صاحب اس وقت 15 سالہ نوجوان تھے۔ جوشِ خدمت میں پیدل ہی چل پڑے۔ بٹالہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ پارسل آیا ہوا ہے۔ رات وہیں سرائے میں رہے۔ صبح پارسل چھڑانے گئے تو معلوم ہوا کہ پارسل کا محصول جو ہے وہ بھی بھیجنے والے نے ادا کر دیا ہے۔ پارسل لے کر واپس ہوئے تو یکہ والے کرایہ زیادہ مانگنے لگے۔ انہوں نے کفایت شعاری کی وجہ سے ایک مزدور سے چار آنے کی اجرت ٹھہرائی اور ٹوکری اس کی بہنگی میں رکھ دی اور خود پیدل چل پڑے۔ قادیان پہنچ کر حضرت کے عطا کردہ پانچ روپے میں سے چار آنے تو اس مزدور کو دیئے اور باقی پونے پانچ روپے جیب میں رکھ لئے۔ یہ ٹوکری ہاتھ میں لی۔ مسجد مبارک کی سیڑھیوں سے چڑھ کر زنان خانہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر اطلاع کروائی۔ حضرت اقدس فوراً باہر تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ آپ آگئے؟ ٹوکری دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ ٹھہریں۔ اندر سے جا کر ایک بڑا سا چاقو لے آئے اور اس ٹوکری کے اوپر جو ٹاٹ سلا ہوا تھا اس کو چاقو سے ایک طرف سے کاٹ کر اپنے دونوں ہاتھ ٹاٹ کے اندر داخل کر کے باہر نکالتے ہی فرمایا کہ یہ آپ کا

حصہ ہے۔ انہوں نے دیکھا تو وہ بڑے اعلیٰ قسم کے سبزی مائل انگور تھے۔ انہوں نے جلدی میں وہ انگور اپنے گرتے میں ہی ڈلوائے۔ اس کے بعد انہوں نے وہ پونے پانچ روپے (پانچ روپے کی اس وقت بڑی قیمت ہوتی تھی) حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور یہ بقایا رقم ہے۔ صرف چار آنے خرچ ہوئے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے بڑی شفقت سے فرمایا کہ ”ہم اپنے دوستوں سے حساب نہیں رکھا کرتے“۔ اتنا فرمایا اور ٹوکری اٹھا کر اندر تشریف لے گئے۔ (اور لکھنے والے لکھتے ہیں کہ) انگور ان کے گرتے میں اور پونے پانچ روپے ان کے ہاتھ میں رہ گئے۔

(ماخوذ از مجدد اعظم جلد سوم صفحہ 1275 از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مطبوعہ لاہور)

(الحکم جلد 42 شماره نمبر 15-18 مؤرخہ 7 جون 1939ء ص 23)

حکیم عبدالرحمن صاحب آف گوجرانوالہ کی ایک روایت ہے کہ:

ان کے بیٹے مکرم عبدالقادر صاحب سے روایت ہے کہ ”والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں قادیان گیا اور دو چار روز ٹھہرنے کے بعد اجازت مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ دو چار روز کے بعد پھر گیا۔ حضور نے پھر بھی یہی فرمایا کہ ابھی اور ٹھہرو۔ دو تین دفعہ ایسا ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ دو اڑھائی مہینے گزر گئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور! اب مجھے اجازت دیں۔ فرمایا کہ بہت اچھا۔ میں نے کتاب ازالہ اوہام کے متعلق حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے میری مہدی حسن شاہ صاحب کے نام ایک رقعہ لکھ دیا۔ میں وہ رقعہ لے کر گیا تو میر صاحب نے کہا لوگ یونہی تنگ کرتے ہیں اور مفت میں کتابیں مانگتے ہیں حالانکہ روپیہ نہیں ہے اور ابھی فلاں فلاں کتاب چھپوانی ہے۔ میں نے کہا۔ پھر آپ میرا رقعہ دے دیں۔ انہوں نے رقعہ واپس دے دیا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس واپسی کے لئے اجازت لینے گیا۔ حضور نے پوچھا کہ کیا کتابیں آپ کو مل گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! وہ تو اس طرح فرماتے تھے۔ یہ سن کر حضرت صاحب ننگے پیر میرے ساتھ چل پڑے۔ اور میر صاحب کو فرمایا کہ آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ جس کا یہ کام ہے وہ اس کو ضرور چلائے گا۔ آپ کو میرا رقعہ دیکھ کر فوراً کتابیں دے دینی چاہئے تھیں۔ آپ ابھی سے گھبرا گئے۔ یہاں تو بڑی مخلوق آئے گی اور خزانے تقسیم ہوں گے۔ اس پر انہوں نے کتابیں دے دیں اور میں لے کر واپس آ گیا۔“

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) جلد 10 صفحہ 122-123 روایات حضرت حکیم عبد الرحمان صاحب)

اسی طرح ایک روایت منشی غلام حیدر صاحب سب انسپلٹر اشتمال اراضی گوجرانوالہ کی ہے۔ یہ دور وایتیں

میں نے رجسٹر روایات صحابہ سے لی ہیں۔ انہوں نے منشی احمد دین صاحب اپیل نوٹس گوجرانوالہ کی روایت بیان کی ہے۔ ”وہ کہتے ہیں کہ میں جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو عموماً حضور کے سامنے ہو کر نذر پیش نہیں کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے مجھے نصیحت کی کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ سامنے ہو کر نذر پیش کرنی چاہئے۔ کیونکہ بعض اوقات ان لوگوں کی جب نظر پڑ جاتی ہے تو انسان کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ پھر ایک دفعہ میں نے سامنے ہو کر مالی تنگی کی وجہ سے کم نذرانہ پیش کیا۔ حضور نے فرمایا! ’اللہ تعالیٰ برکت دے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ایک شخص نے مجھے بہت سے روپے دیئے۔ میں نے بہت انکار کیا۔ مگر اس نے کہا کہ میں نے ضرور آپ کو یہ رقم دینی ہے۔ چنانچہ اس رقم سے میری مالی تنگی دور ہو گئی۔“

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) جلد 10 صفحہ 125 روایات حضرت منشی غلام حیدر صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے انہوں نے مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 4) کا

نظارہ دیکھا۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کی اشاعت کے لئے جو لوگ قربانیاں کرتے ہیں اور اپنی قمیصیں پیش کرتے ہیں۔ اسلام کا درد رکھنے والے جو ہیں اس کے لئے قربانیاں کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں اور قربانیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ایسے نظارے دکھاتا ہے۔ پرانے احمدیوں کی مثالیں تو میں مختلف وقتوں میں بتاتا رہتا ہوں۔ نئے احمدیوں کے بھی بعض ایمان افروز واقعات ہوتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کی دو مثالیں میں آج پیش کرتا ہوں۔

آئیوری کوسٹ کے شہر بسم (Bassam) کے ایک نو مبالغ احمدی مکرم یوگو علیڈو (Yogo Alido) صاحب کو جماعتی مالی نظام کے تحت چندے کی شرح اور ترتیب بتائی گئی تو اگلے روز وہ خود اپنی تنخواہ کے حساب سے شرح کے مطابق چندہ عام، چندہ وقف جدید اور تحریک جدید ادا کرنے آگئے جو کہ تقریباً 50 پاؤنڈ بن رہا تھا۔ یہ ان کے لئے بہت بڑی رقم ہے۔ یہ ان کا احمدیت قبول کرنے کے بعد پہلا چندہ تھا۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ابھی ہمارا معلم اس چندے کی رسید کاٹ رہا تھا کہ ان صاحب کو ایک دوست کا فون آیا کہ وہ قرضہ جو میں نے تم سے دو سال قبل لیا تھا۔ کل آ کے مجھ سے وصول کر لو۔ یوگو علیڈو صاحب حیران ہو کر بتانے لگے کہ یہ شخص قرض لے کر ایسا رویہ اپنائے ہوئے تھا کہ مجھے اس قرض کی وصولی کی امید ہی نہیں تھی۔ اور یہ صرف اور صرف چندہ دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ یہ قرض مل گیا بلکہ چند روز کے بعد ان کو حکومت کی

طرف سے ایک خط ملا کہ نئے سال سے نہ صرف آپ کی ملازمت میں ایک گریڈ کا اضافہ ہو گیا ہے بلکہ آپ کی تنخواہ میں پچاس فیصد کا اضافہ بھی ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنے نئے اضافے والی تنخواہ وصول کی تو فوراً اپنا چندہ شرح کے مطابق ڈگنا کر دیا۔ اور اب نہ صرف وہ اپنا ماہانہ چندہ ادا کر رہے ہیں بلکہ مسجد کی تزئین خوبصورتی وغیرہ کے لئے بھی اپنی جیب سے کافی خرچ کر رہے ہیں۔ اور سب کو یہ برملا کہتے ہیں کہ یہ سب جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے اس کی راہ میں مالی قربانی کرنے کے نتیجے میں ہے۔

دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو بھی مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 4) کا نہ صرف نظارہ دکھاتا ہے بلکہ فَيُضْعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً (البقرة: 246) کا وعدہ بھی ہے، نقد نقد پورا فرما رہا ہے۔

امیر صاحب بینن نے ایک اور واقعہ لکھا ہے کہ ریجن باسیلا کے لوکل مشنری اپنے علاقہ کے گاؤں جا پنگو (Djapengo) میں چندہ تحریک جدید کے بارہ میں بتا رہے تھے اور اس کی برکات کا ذکر کر رہے تھے تو وہاں کی ایک غیر احمدی حلیم نامی خاتون نے اس تحریک میں 500 فرانک سیفا چندہ دیا۔ ایک سال کے گزرنے پر اس نے دوبارہ رابطہ کیا اور گزشتہ سال کی نسبت چار گنا مزید چندہ دیا۔ اس نے بتایا کہ گزشتہ سال جب میں نے چندہ دیا تو اس کے بعد سے میرے کاروبار میں غیر یقینی طور پر برکت پڑ گئی ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنی برکت پڑے گی۔ اس بات نے مجھے اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور آج میں پھر ان کی تحریک میں چندہ دیتی ہوں اور ساتھ ہی کہا کہ میں جماعت میں بھی شامل ہوتی ہوں اور بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئی۔ عموماً تو ہم غیر احمدیوں سے چندہ نہیں لیتے لیکن افریقہ میں بعض ایسے تعلقات بن جاتے ہیں کہ وہ مجبور کر دیتے ہیں کہ آپ لوگ لیں۔ کیونکہ وہ دینا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ چندے کا صحیح مصرف جماعت احمدیہ کرتی ہے۔ جب میں وہاں گھانا میں ہوتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ بعض لوگ جو زمیندار تھے وہ اپنی زکوٰۃ لے کر آ جاتے تھے۔ اور میرے پوچھنے پر کئی دفعہ بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے مولوی کو دیں گے تو وہ کھاپی جائے گا۔ آپ لوگ کم از کم صحیح استعمال تو کریں گے۔ تو بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی نیکی کو اس طرح نوازا کہ نہ صرف اس کو مالی کشائش عطا فرمائی بلکہ اس روحانی ماندے سے بھی فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائی جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی بیان کرتے ہیں کہ حافظ نور احمد صاحب سوداگر پشینہ لدھیانہ حضرت مسیح موعود ﷺ کے پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ ان کو اپنے تجارتی کاروبار میں ایک بار سخت خسارہ ہو گیا

اور کاروبار قریباً بند ہی ہو گیا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ کسی طرح کسی دوسری جگہ چلے جاویں اور کوئی اور کاروبار کریں تا کہ اپنی مالی حالت کی اصلاح کے قابل ہو سکیں۔ وہ اس وقت کے گئے ہوئے گویا اب واپس آسکے ہیں۔ (کافی عرصے بعد آئے تھے۔) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں برابر خط و کتابت رکھتے تھے۔ (آپ کی وفات کے بعد وہ آئے تھے۔) اور سلسلہ کی مالی خدمت اپنی طاقت اور توفیق سے بڑھ کر کرتے رہے۔ اور آج کل قادیان میں ہی مقیم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ﷺ کی داد و دہش اور جو دو سخا کے متعلق میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپ تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔

اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ روپیہ مانگا۔ حضور ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے۔ اٹھا کر لے آئے اور میرے سامنے صندوقچی رکھ دی کہ جتنا چاہو لے لو اور حضور کو اس بات سے بہت خوشی تھی۔ میں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا۔ گو حضور یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانؒ حصہ سوم صفحہ 316-317)

پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سَرِيعُ الْحِسَابِ بھی ہے کہ ایک تو یہ کہ بے حساب دیتا ہے، بعض دفعہ حساب لیتا بھی ہے۔ اور بعض دفعہ آخرت میں جو حساب لینا ہے اس کے علاوہ اس دنیا میں ہی حساب لے لیتا ہے۔ اسی بارہ میں بعض واقعات ہیں۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب فرماتے ہیں کہ (حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی میاں میراں بخش کے بیٹے کا) خطبہ نکاح پڑھانے کے بعد میں بارات کے ساتھ گیا۔ واپسی پر معلوم ہوا کہ اس شادی شدہ لڑکے کے سوا میاں میراں بخش صاحب کے سب لڑکے گونگے اور بہرے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ ابتلا بلا وجہ نہیں ہو سکتا۔ (بہت خوف والا واقعہ ہے۔) چنانچہ میں نے میاں میراں بخش صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میری سالی کا ایک بچہ گونگا اور بہرہ تھا تو میں نے بطور استہزاء کے اس کو کہنا شروع کیا کہ اگر بچہ جننا تھا تو کوئی بولنے سننے والا بچہ جنتی۔ یہ کیا بہرا اور گونگا اور ناکارہ بچہ جننا ہے۔ جب میں تمسخر میں حد سے بڑھ گیا تو میری سالی کہنے لگی خدا سے ڈرو، ایسا نہ ہو کہ تمہیں ابتلا آجائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تمسخر کو پسند نہیں کرتی۔ اس پر بھی میں استہزاء سے باز نہ آیا۔ بلکہ ان کو کہتا کہ دیکھ لینا میرے ہاں تندرست اولاد ہوگی۔ میری یہ بیباکی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنی اور میرے ہاں گونگے اور بہرے بچے پیدا ہونے لگے۔ میں نے اس ابتلاء پر بہت استغفار

کیا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بھی بار بار دعا کے لئے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی کو قبول فرمایا اور آخری بچہ تندرست پیدا ہوا جس کی شادی اب ہو رہی ہے۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 301-300 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس مذاق میں بھی ایسی باتیں (نہیں کہنی چاہئیں) جن کو بات کرنے والا انسان تو ہلکا پھلکا سمجھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کے دل پر وہ شدید چوٹ لگانے کا باعث بن جاتی ہے اور کبھی ایسی آہ بن جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتی ہے اور اس دنیا میں پھر حساب شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور حقیقی تقویٰ دلوں میں قائم فرمائے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں:-

1938ء کا واقعہ ہے کہ ہمارے حلقہ انتخاب (حافظ آباد) میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کے لئے دو امیدوار کھڑے ہوئے۔ یعنی ایک چوہدری ریاست علی چٹھہ تھے اور دوسرے میاں مراد بخش صاحب بھٹی۔ یہ دونوں امیدوار علاقہ کے احمدیوں سے ووٹ دینے کے لئے درخواست کر رہے تھے۔ لیکن محترم میاں سردار خان صاحب رضی اللہ عنہ ان کو یہی جواب دیتے تھے کہ جب تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ ثانی) کی طرف سے کوئی فیصلہ صادر نہ ہو وہ کسی امیدوار کے حق میں وعدہ نہیں کر سکتے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے ساتھ تشریف لے گئے اور گاؤں کی بھری مجلس میں جس میں علاوہ احمدیوں کے بہت سے غیر احمدی بھی موجود تھے یہ ہدایت سنائی کہ اسمبلی کی نشست کے لئے ووٹ چوہدری ریاست علی صاحب چٹھہ کو دئے جائیں۔ (ان دو میں سے ایک کو)۔ یہ خلاف توقع فیصلہ سن کر علاوہ احمدیوں کے تمام حاضرین جو چوہدری ریاست علی کے مخالف تھے غصہ سے تلملا اٹھے اور احمدیوں کے خلاف سب و شتم اور مخالفانہ مظاہروں سے اس علاقہ کی فضا کو خراب کر دیا۔ ہم نے اس مخالفت کو صبر و استقلال سے برداشت کیا۔

اس موقع پر علاقہ کے ایک بھٹی رئیس حاتم علی نامی نے تو مخالفت انتہا کو پہنچا دی۔ اور جوشِ غیض میں نہ صرف یہ کہ عام احمدیوں کو گالیاں دیں، بلکہ حضرت مولانا صاحب اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بڑی سب و شتم (بیہودہ دہنی) کا نشانہ بنایا۔ اور ان بزرگ ہستیوں کی سخت ہتک اور توہین کا ارتکاب کیا۔ کہتے ہیں جب اس کی بدزبانی کی انتہا ہو گئی تو حضرت مولانا راجیکی صاحب نے حاضرین مجلس کے سامنے ان کو (مخالفین کو) ان الفاظ میں مخاطب کیا کہ حاتم علی! دیکھ اس قدر ظلم اچھا نہیں۔

تیرے جیسوں کو خدا تعالیٰ زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ یاد رکھ اگر تُو نے توبہ نہ کی تو جلد پکڑا جائے گا۔ حضرت مولوی صاحب مجمع عام میں یہ الفاظ کہہ کر اور احبابِ جماعت کو صبر کرنے اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ کی دعا پڑھتے رہنے کی تلقین کر کے واپس قادیان تشریف لے گئے۔ حاکم علی آپ کے جانے کے معاً بعد بعارضہ سل بیمار ہو گیا اور مقامی طور پر علاج کی کوشش بھی کی اور میوہ ہسپتال کے ماہر ڈاکٹروں سے علاج بھی کروایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور چار ماہ کی تکلیف دہ بیماری کے بعد یہ اپنی تمام تر دولت اور جاہ و جلال کے باوجود فوت ہو گیا، اس دنیا سے چلا گیا۔

(ماخوذ از حیاتِ قدسی حصہ پنجم صفحہ 639-637 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت مولانا راجبکی صاحب فرماتے ہیں:

ایک واقعہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور کے ایک گاؤں کا ہے کہ وہاں پر حکیم مولوی نظام الدین صاحب ایک احمدی رہتے تھے۔ انہوں نے ملاقات کے وقت مجھے سنایا کہ میرے رشتہ داروں میں سے اسی علاقے کے ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحب رہتے تھے جو واعظ بھی تھے۔ اور حیاتِ مسیح کے عقیدہ کے اس قدر حامی تھے کہ شب و روز ان کی بحث کا آغاز اسی موضوع پر ہوتا تھا کہ عیسیٰ زندہ ہیں۔ جب ان کی خدمت میں آیت یَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیْیْ پُورِیٰ جاتی تھی۔ وہ پوری آیت اس طرح ہے۔ اس کا اگلا حصہ بھی تب ہی سمجھ میں آئے گا جب پوری آیت سامنے ہو۔ کہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیْیْ وَ مَطَهَّرُکَ مِنَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الذِّیْنِ اَتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا اِلَیْیْ یَوْمَ الْقِیْمَةِ۔ ثُمَّ اِلَیْیْ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنُکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران: 56)

جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے جس کے بعد میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

اب دیکھیں یہاں اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ قرآن شریف کی اپنی ترتیب ہے۔ جب یہ آیت انہیں پیش کی جاتی اور اس سے استدلال کیا جاتا تو محض جوش سے اس فقرہ کو آگے پیچھے کر دیتے اور کہتے تھے کہ مُتَوَفِّیْکَ کو وَجَاعِلُ الذِّیْنِ اَتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا اِلَیْیْ یَوْمَ الْقِیْمَةِ کے بعد رکھتے ہیں کہ اصل

ترتیب یہ ہے۔ انہیں کوئی خوف نہیں تھا کہ قرآن کریم کی کسی آیت میں تبدیلی کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تو وہ اپنے جذبہ اور جوش میں مُتَوَفِّیْکَ کو زبانی موخر کرتے رہے۔ بعد میں پھر انہوں نے اسی جذبے کی شدت سے علماء سے یہ مشورہ کرنا شروع کر دیا کیوں نہ قرآن کریم کے تازہ ایڈیشن میں اس فقرہ کو موخر print کر دیا جائے، طبع کر دیا جائے۔ علماء نے کہا کہ بے شک یہ لفظ ہے تو موخر لیکن اگر اس کو طباعت میں پیچھے کیا گیا تو لوگوں میں شور مچ جائے گا۔ اور بہت سخت اعتراض ہوگا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ کچھ بھی ہو میں یہ کام خود کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے وعظ کر کے بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اور امرتسر پہنچے لیکن وہاں تمام پریس والوں نے اس طرح تحریف کرنے سے قرآن کریم کو طبع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ ایک سکھ پریس والے کے پاس گئے اور بہت سا روپیہ اس غرض کے لئے پیش کیا لیکن اس نے بھی مسلمانوں کے ڈر سے جرأت نہ کی اور انکار کر دیا۔ مگر مولوی صاحب مذکور کے سر میں کچھ ایسا جنون سمایا ہوا تھا کہ انہوں نے اس غرض کے لئے پریس کے پتھر وہاں سے خرید لئے اور یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے گاؤں میں طباعت کا کام کر کے تحریف کے ساتھ قرآن کریم طبع کروائیں گے۔ لیکن ان کے گھر پہنچنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب پُرہیت نشان ظاہر ہوا کہ مولوی صاحب اور ان کے اہل و عیال یکا یک ایک طاعون کی لپیٹ میں آ گئے اور ایک ہی رات میں گھر کے سب لوگ جو تھے وہ موت کی نذر ہو گئے۔

(ماخوذ از حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 391 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

تو یہ نام نہاد ملام اور عالم، جو تقویٰ سے بالکل عاری ہیں حضرت مسیح موعود ﷺ کی دشمنی میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ قرآن کریم میں تحریف کرنے سے بھی نہیں ڈرتے۔ اور الزام ہے احمدیوں پر۔ بہر حال اللہ تعالیٰ بھی اپنا حساب عجیب طریقے سے لیتا ہے۔ اور جو قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے اس کو بھی کس طرح پورا کیا۔ ہلکی سی بھی تحریف کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے بھی کرنی گوارا نہیں کی جو بظاہر کلمہ گو کہلاتا تھا اور فوراً اس کو سزا دی۔

حضرت مسیح موعود ﷺ فرماتے ہیں کہ:

”اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے۔ لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے۔ یہاں تک کہ لَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (الشمس: 16) پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اس

کے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا ہے اور خود ان کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ (ڈھال بن جاتا ہے)۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 641 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہمیشہ اپنے غضب سے، اپنی ہلکی سی سزا سے بھی ہمیں محفوظ رکھے، اور ہمیں اپنے انعامات سے نوازے۔ ہمیشہ ہمارے وہم و گمان سے بڑھ کر اپنے فضل و رحم کے نظارے دکھائے، اپنی خوف اور اپنی خشیت ہمارے دلوں میں قائم فرمائے۔ ہم کامل توکل کرنے والے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ خود ہر موقع پر ہماری ڈھال بن جائے جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ میں سفر پر بھی جا رہا ہوں تو امید ہے آئندہ چند جمعے جو ہیں وہ آپ لوگ بھی باقی دنیا کی طرح MTA پر دیکھیں گے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ سفر بابرکت فرمائے۔